سیرت وکردار حضرت زینب سلام الله علیها

علی کاظم

۱۲۵۶۳۱۰

مجتمع زبان وفرهنگ شناسی

مقدمہ

حضرت زینب کبری علیہاالسلام کی زندگانی کے بارے میں ہزاروں محققین اور علماء کتابیں لکھتے آرہے ہیں لیکن یہ ایک بیکران سمندر ہے جس کی انتہا کو پہنچنا ناممکن ہے۔ ہم بھی آپ کی زندگانی کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے

حضرت زینب سلام اللہ علیہا ۵ جمادی اول ہجرت کے پانچویں یا چھٹے سال یا شعبان کے مہینے میں ہجرت کے چھ سال بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں اور ۱۵ رجب ۶۲ ہجری میں ۵۶ یا ۵۷ سال کی عمر میں رحلت کر گئیں۔

آپکی آرمگاہ کے بارے میں محققین کے درمیان اختلافات ہیں لیکن معروف ترین قول دمشق ہے، جہاں ہر روز ہزاروں کی تعداد میں دنیا کے مختلف جگہوں سے حاضر ہوتے ہیں اور ان کے بارگاہ اقدس سے مستفیض ہوتے ہیں

میدان کربلا میں 10 محرم الحرام، 61 ہجری کے دن اگر کڑیل جوانوں، بوڑھوں، بچوں، شیر خواروں، مہمانوں، اصحاب محترم اور خاندان رسول اللہ سے تعلق رکھنے والوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیکر تاریخ رقم کی ہے تو اس معرکہ حق و باطل میں خواتین جنہیں عام طور سے صنف نازک کہا اور سمجھا جاتا ہے نے بھی ایسا کردار ادا کیا ہے کہ اسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، ان خواتین میں بنت علی (ع) سیدہ زینب سلام اللہ کا نام تو تاریخ کربلا میں انمٹ نقوش رکھتا ہے۔ حضرت امام حسین (ع) بے حد محبت رکھنے والی سیدہ زینب سلام اللہ نے کربلا کی داستان کا وہ باب رقم کیا، جسے امام حسین (ع) نے ادھورا چھوڑا تھا۔ امام حسین (ع) کی شہادت کے بعد بہت زیادہ سخت وقت تھا جب آپ کا کردار شروع ہوا۔ حضرت امام حسین (ع) کی شہادت کے وقت اور اس کے بعد سیدہ زینب سلام اللہ پر کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں جنہیں آپ نے بہت خوبصورتی کیساتھ ادا کیا، یہ بات تو تاریخ کے ورق ورق پر لکھی واضح دکھائی دیتی ہے کہ دین اسلام کو بقاء امام حسین اور ان کے اصحاب کی شہادت سے نصیب ہوئی اور اس مقصد کی تکمیل سیدہ زینب سلام اللہ کی اسیری اور کوفہ وشام کی راہوں اور درباروں میں بلیغ خطبات دینے سے ممکن ہوئی۔ امام حسین (ع) کے اہداف کو مختلف مقام پر خاص طور سے دربار یزید میں اسلامی ملکوں کے نمائندوں کے درمیان ضمیر کو جگادینے والے بے نظیر خطبہ کے ذریعہ بیان کرنا، اور بنی امیہ کی حکومت اور اس کے افکار کو زمانہ بھر کے سامنے رسوا کر دینا یقیناً یہ دلیری اور شجاعت فقط اور فقط عقیلہ بنی ہاشم جناب زینب سلام اللہ کی ہے۔

کہتے ہیں کہ سیدہ زینب سلام اللہ کو بچپن ہی سے امام حسین (ع) سے اتنی محبت اور الفت تھی کہ ایک رات بھی بغیر بھائی حسین (ع) کے سکون نہیں ملتا تھا جس کی دلیل حضرت علی (ع) کا عبداللہ بن جعفر سے شادی کی پیش کش پر دو شرطوں کا رکھنا ہے ان شرطوں کو تاریخ کی کتب نے اس طرح ذکر کیا ہے۔1۔ میری بیٹی (زینب کبریٰ) حسین (ع) سے بے حد محبت رکھتی ہے لہٰذا میں اس شرط پر تمہارے عقد میں دوں گا کہ تم اسے 24 گھنٹے میں ایک بار ضرور حسین (ع) سے ملاقات کی اجازت دو گے چونکہ زینب حسین (ع) کو دیکھے بنا ایک دن بھی نہیں رہ سکتی۔2۔جب بھی امام حسین (ع) سفر کریں اور زینب کو ساتھ لے جانا چاہیں تم زینب کو نہیں روکو گے اور حسین کے ساتھ جانے کی اجازت دو گے۔

اس قدر بہن بھائیوں کا پیار اور محبت، اور عصرِ عاشور بھائی کی لاش سامنے رکھی ہے اور سیدہ کا امتحان و آزمائش شروع ہو گیا، کتنا حوصلہ چاہیئے اس امتحان سے گذرنے کیلیئے اگر یہاں پر سیدہ ہمت ہار جاتیں تو کربلا کے لق و دق صحرا میں لکھی گئی داستان شجاعت و حریت کا علم کسی کو بھی نہ ہوتا، یقیناً امام حسین (ع) اور ان کے جانثار ساتھیوں کی بے مثال قربانیاں رائیگاں چلی جاتیں اور آج ہر سو یزیدیت کا راج ہوتا۔ سیدہ زینب سلام اللہ نے اس موقع پر سب سے پہلے مخدرات عصمت و طہارت پاک بیبیوں اور شہداء کی بیوگان و بچوں کی ہمت نہیں ٹوٹنے دی ان کے حوصلے بلند رکھے اور انہیں جلتے خیام اور یزیدیوں کی لوٹ مار سے بچایا، اس موقعہ پر سب سے اہم ترین کام امام زین العابدین جو حالت بیماری میں خیمے میں موجود تھے ان کو شمر کے مظالم سے بچایا اور شمر کے سامنے ڈٹ گئیں اور یہ کہا کہ تمھیں میری لاش سے گزر کر جانا ہو گا اس طرح جلتے خیام سے امام زین العابدین کو اٹھا لائیں اور امامت کے چراغ کو بجھنے نہیں دیا۔ تقویٰ اور دین داری کی یہ حالت تھی کہ اتنے سخت حالات میں بھی اپنی نماز شب کو نہیں بھولیں اور حالت اسیری میں جب ہاتھ بندھے ہوئے تھے تو اونٹوں پر سوار تھیں تو نماز کی ادائیگی ترک نہ کی اس طرح سب پر اہمیت نماز بھی واضح کر دی اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ جنہیں باغی قرار دیکر شہید کیا گیا وہ اسلام کے اصل وارث تھے۔اس کے بعد بازاروں اور درباروں میں دیئے گئے خطبات بھی تاریخ کے سنہرے ابواب ہیں ان خطبات نے ہی اس صورت حال کو تبدیل کر دیا جو یزیدیوں نے اپنے حق میں بنائی تھی۔ یہ خطبات کیا تھے ؟

حضرت زینب سلام اللہ کے خطبات سے چند اقتباس: حضرت زینب سلام اللہ عبیداللہ بن زیاد کے دربار میں یوں گویا ہوئیں، خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول (ص) کے ذریعہ ہمیں عزت بخشی اور گناہ سے دور رکھا، رسوا تو صرف فاسق ہوتے ہیں،

جھوٹ تو صرف (تجھ جیسے ابن زیاد کو منہ توڑ جواب دیتے ہوئے اپنی دلیری کا یوں مظاہرہ کیا) بدکار بولتے ہیں، الحمد للہ کہ ہم بدکار نہیں ہیں۔

بازار کوفہ میں کوفیوں سے خطاب کرتے ہوئے: اے مکار، غدار، خائن کوفیو! خدا کبھی تمہارے آنسوؤں کو خشک نہ کرے، تمہاری قسمت میں سوائے خدا کی ناراضگی اور عذاب دوزخ کے سوا کچھ نہیں، روؤ اور خوب روؤ چونکہ تمہارے نصیب میں صرف رونا ہی لکھا ہے، ذلت و خواری تمہارا مقدر بن چکی ہے، تم نے کام ہی ایسا کیا ہے کہ قریب ہے آسمان زمین پر آ جائے، زمین پھٹ جائے، پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اگر خدا کا عذاب ابھی تم پر نہیں آیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم محفوظ ہو، خدا عذاب کو (ہمیشہ) فوراً نہیں بھیجتا لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ مظلوموں کو انصاف نہ دلائے۔ سیدہ کی فصاحت و بلاغت اور لب و لہجہ کا یہ حال تھا کہ ہر کوفی حیران تھا کہ کیا علی پھر دوبارہ آ گئے ہیں۔ باپ اور بیٹی کے درمیان ایسی فکری اور لسانی شباہت تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

خطبہ حضرت زینب یزید کے دربار میں: خدا نے سچ فرمایا کہ جن لوگوں نے برے اور گھناؤنے کام کئے ان کی سزا ان لوگوں جیسی ہے جنہوں نے الٰہی آیات کی تکذیب کی، اور اس کا مذاق اڑایا۔ اے یزید کیا تو الٰہی فرمان کو بھول گیا (کہ خدا نے فرمایا) کافر خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں، اگر ہم نے مہلت دے دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم ان کی بھلائی چاہتے ہیں؟ نہیں ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ ہم نے اس لئے انہیں مہلت دی ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ گناہ کر سکیں (اور آخر کار) سخت ترین عذاب میں گرفتار ہوں (اور ان کی بخشش کا کوئی راستہ نہ رہ جائے) اے اس آدمی کے بیٹے، جسے میرے جد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسیر کرنے کے بعد آزاد کر دیا، کیا یہی عدل و انصاف ہے کہ تو اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پس پردہ بٹھائے اور رسول کی بیٹیوں کو اسیر کر کے دیار بدیار پھرائے۔ اے یزید، تو نے ابھی اپنے آباؤ اجداد کو یاد کیا ہے (چونکہ ہمارے جوانوں کو شہید کر دیا ہے) گھبراؤ نہیں تم بھی جلد انہیں کے پاس پہنچنے والے ہو اور پھر تمنا کرو گے، اے کاش تمہاری زبان گونگی ہو گئی ہوتی (اور اہل بیت (ع) کو برا بھلا نہ کہتے) اے کاش تمہارا ہاتھ شل ہو گیا ہوتا (چونکہ تم نے بھائی حسین (ع) کے دندان مبارک کی چھڑی سے بے حرمتی کی) جو لوگ راہ خدا میں قتل کر دیئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا (بلکہ) وہ زندہ ہیں، اور اللہ کی طرف سے رزق پاتے ہیں۔ (ہمارے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ خدا حاکم ہے اور محمد (تمہارے) دشمن، اور جبرئیل مددگار)۔ یزید تیری حیثیت میری نگاہ میں نہایت پست و حقیر ہے اور میں بے پناہ تیری ملامت کرتی ہوں اور تجھے بہت ذلیل اور خوار سمجھتی ہوں۔ یزید تمہیں ہرگز یہ گمان

نہ ہو کہ تمہاری حشمت وجلالت اور حکومت سے میں مرعوب ہو جاؤں گی۔ کتنی عجیب بات ہے کہ لشکر خدا اطلقاء (آزاد کردہ غلام اور غلام زادوں) اور لشکر شیطان کے ہاتھوں تہ تیغ کر دیا جائے، اور ہمارے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کر لے۔ خدا اپنے بندوں پر ظلم روا نہیں کرتا، ہم تو بس اسی سے شکوہ کرتے ہیں اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں۔ لہٰذا جو فریب و حیلہ چاہے کر لے اور جتنی طاقت ہے آزما لے اور کوشش کر کے دیکھ لے، خدا کی قسم ہمیں اور ہماری یادوں کو (مومنین کے دل سے) نہ مٹا سکے گا، اور ہمارے (گھر میں) نزول وحی کو کبھی جھٹلا نہ سکے گا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے بزرگوں کو سعادت و مغفرت کے ساتھ اس دنیا سے اٹھایا اور ان کے بعد والوں کو مقام شہادت اور حجت پر فائز کیا۔

سیدہ کے ان خطبات نے انقلاب کا آغاز کر دیا خصوصی طور پر جب آپ نے یزید کے دربار میں اسے آئینہ دکھایا اس حال میں کہ آپ اسیر تھیں آپ کے بھائی کا سر مبارک اس کے سامنے تشت میں رکھا تھا اور وہ نواسہ رسول (ع) کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر توہین کر رہا تھا مختلف ممالک کے سفراء کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ تماشا دیکھیں مگر تماشا دکھانے کے خواہش مند خود ان کے سامنے تماشا بن گئے۔ شاعر نے اسی لئے کہا ہے کہکر بلا دو باب است کربلا و دمشقیکے حسین رقم کرد دیگرے زینب

حضرت امام (ع) نے اگر لق و دق صحرا میں کربلا کے نام سے اسلام کی بنیادوں کو قائم و دائم کیا تو بہن نے اس بنیاد پر کوفہ شام کے درباروں و بازاروں میں خطبات دیکر اسلام کی ایسی پختہ عمارت بنا دی کہ پھر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ اس انداز میں اسلام پر وار کرے۔ امام (ع) نے اگر شہر کربلا کو آباد کیا، امام (ع) نے اگر کربلا کے گمنام گوشہ وصحرا میں عالم انسانیت کیلئے اپنا لہو بہایا تو ان کی شریکہ و سوگوار بہن نے ان خون کے قطروں کی سرخیوں کو کربلا سے کوفہ، کوفہ سے دمشق تک پہنچایا۔ نواسہ رسول، سید الشہداء کی اسیر بہن نے حالت اسیری میں رہ کر بھائی کی آواز استغاثہ کو شہر بہ شہر یعنی عالم انسانیت کی بستی بستی میں پہنچا دیا۔ سیدہ زینب سلام اللہ کی تبلیغ کا اثر کوفہ وشام کے ان چلتے پھرتے لاشوں اور مردہ ضمیر انسانوں پر ضرور ہوا۔ انہی میں سے بعد ازاں توابین پیدا ہوئے اور انتقام کا نعرہ لگاتے ہوئے اس وقت کی حکومت کے مقابلہ میں سامنے آ گئے۔

حیاء

یحی مازنی کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں ایک مدت تک امیر المومنین علیہ السلام کا پڑوسی رہا۔ جس گھر میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا رہتی تھیں میرا گھر اسکی بغل میں تھا۔ لیکن نہ کبھی کسی نامحرم کی نظر آپ پڑی اور نہ ہی کسی نے آپ کی آواز سنی۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا کو جب بھی اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت مقصود ہوتی تو رات کے سناٹے

میں اس طرح جاتی تھیں کہ آپ کے بابا امیر المومنین علیہ السلام آگے ہوتے اور امامین حسنین سبطین کریمین علیہما السلام آپ کے داہنی اور بائیں جانب ہوتے تھے۔ جب آپ قبر مبارک کے نزدیک پہنچتی تو امیر المومنین علیہ السلام وہاں روشن چراغوں کو بجھا دیتے تھے۔ ایک دن امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اسکا سبب دریافت کیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ کہیں روشنی میں کسی کی نظر تمہاری بہن زینب سلام اللہ علیہا پر نہ پڑ جائے۔ (فاطمۃ الزہراء بہجۃ قلب المصطفیٰ (ص)، الرحمانی الھمدانی، صفحہ: 642

قربانی اور فداکاری

ایک دن امیر المومنین امام علی علیہ السلام کے یہاں ایک شخص مہمان ہوا تو آپ نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے پوچھا کہ گھر میں مہمان کی میزبانی کے لئے کیا ہے؟ بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا: سب نے اپنے حصہ کا کھانا کھالیا ہے صرف زینبؑ کے حصہ کا کھانا کھانا باقی ہے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت عرض کیا کہ آپ وہ کھانا مہمان کو کھلا دیں اگرچہ اس وقت آپ کی عمر صرف چار برس تھی لیکن اس کمسنی میں ایثار و فداکاری کا وہ عظیم عملی نمونہ پیش کیا۔ میدان کربلا میں جناب زینب سلام اللہ علیہا کے دو فرزند جناب عون اور جناب محمد علیہما السلام شہید ہوئے۔ شہادت کے بعد انکے جنازے خیمہ میں لائے گئے لیکن آپ نے اپنے بیٹوں کی شہادت پر وہ گریہ و عزاداری نہیں کی جیسی گریہ و عزاداری اپنے بھتیجے امام حسین علیہ السلام کے فرزند جناب علی اکبر علیہ السلام کی شہادت پر کی۔ اپنے بیٹوں کے جنازوں کے لئے خیمہ سے باہر نہ آئیں لیکن جب جناب علی اکبر علیہ السلام کا جنازہ آیا تو آپ خیمہ کے باہر تشریف لے آئیں۔ (زندگانی حضرت زینب علیہا السلام ص 26(

علمی شخصیت

حضرت زینب سلام اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی طرح فصیح و بلیغ تھیں۔ جب آپ کوفہ میں خطبہ ارشاد فرما رہی تھیں تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: اے پھوپھی جان! آپ خاموش ہو جائیں۔ آپ بحمد للہ ایسی عالمہ ہیں

جسے کسی نے پڑھایا نہیں اور ایسی صاحب فہم وفراست ہیں جسے کسی نے فہم وفراست تعلیم نہیں کیا۔ (سمجھایا نہیں۔) (بحارالانوار، جلد 45، صفحہ 164) امام زین العابدین علیہ السلام کی یہ حدیث آپ کی علمی عظمت پر دلیل ہے۔

عبادی سیرت

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: کربلا سے کوفہ وشام تک تمام مصائب وآلام کے باوجود میری پھوپھی زینب سلام اللہ علیہا کی حتیٰ نماز شب بھی کبھی قضا نہیں ہوئی۔ (وفیات الأئمہ، ص 441) جب مستحبات کی پابندی کا یہ عالم ہے تو واجبات کی ادائگی کس منزل پر ہو گی۔

اللہ پر بھروسہ

امام زین العابدین علیہ السلام نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے سلسلہ میں فرمایا: (حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے) کبھی بھی کوئی چیز کل کے لئے نہیں بچائی۔ (وفیات الأئمہ، ص۴۴۱) یعنی آپ نے کبھی بھی کوئی چیز اپنے کل کے لئے ذخیرہ نہیں کی۔ بلکہ جو بھی اللہ نے عطا کیا اسے راہ خدا میں انفاق فرمایا۔

عزاداری کا اجر

منقول ہے کہ جب حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی ولادت با سعادت ہوئی۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر مبارک تین چار برس کی تھی۔ آپ اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ نے مجھے ایک بہن عطا کی ہے۔ حضورؐ نے جیسے ہی یہ خبر سنی منقلب اور غمگیں ہو گئے اور آپؐ کی آنکھوں سے اشک نمودار ہو گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: ائے نانا! آپ کیوں غمگیں ہو گئے اور کیوں گریہ فرما رہے ہیں؟

حضورؐ نے فرمایا: اۓ نور نظر! میرے غم واندوہ اور گریہ وزاری کا سبب عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایک دن جناب جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور وہ گریہ فرمارہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گریہ کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ کی یہ بیٹی پوری زندگی مختلف مصائب وآلام سے دوچار ہو گی۔ کبھی آپ کے فراق کی مصیبت برداشت کرے گی تو کبھی اپنی ماں کی مظلومانہ شہادت پر گریہ کرے گی۔ کبھی اپنے والد ماجد کی دردناک شہادت پر ماتم کرے گی تو کبھی اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کی شہادت پر نوحہ کرے گی۔ یہاں تک کہ کربلا کے عظیم مصائب برداشت کرے گی جس سے اسکی کمر خمیدہ اور سر کے بال سفید ہو جائیں گے۔ یہ سننا تھا کہ اللہ کے رسولؐ نے شدید گریہ فرمایا اور اپنا چہرہ جناب زینب سلام اللہ علیہا کے چہرے پر رکھ کر بہت روئے۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے گریہ کا سبب پوچھا تو آپ نے بعض مصائب کا تذکرہ فرمایا. حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے پوچھا: بابا جو میری اس بیٹی کی مصیبت پر گریہ کرے گا اس کا اجر کیا ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا: اس کو وہی اجر ملے گا جو حسن وحسین (علیہماالسلام) کی مصیبت پر گریہ کرنے کا اجر ملے گا۔ (الخصائص الزینبیہ، ص 155 ناسخ التواریخ زینب (س) ص 47(

زندگی کے آخری ایام

کربلا کا واقعہ تو گذر گیا لیکن جناب زینب سلام اللہ علیہا کے غم واندوہ میں کوئی فرق نہ آیا۔آپ ہمیشہ مصائب کربلا کو یاد کر کے گریہ فرماتی رہتی تھیں۔جب مدینہ میں قحط آیا تو آپ کے سخی وکریم شوہر جناب عبداللہؑ آپ کے ہمراہ مدینہ سے شام چلے گئے۔شام میں بھی آپ کی عزاداری کا سلسلہ جاری تھا۔اسی عالم میں آپ بیمار ہو گئیں۔ایک دن ظہر کے ہنگام اپنے شوہر سے فرمایا: میرا بستر صحن خانہ میں زیر آفتاب بچھا دیں۔ جناب عبداللہؑ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سینہ پر کچھ رکھے زیر لب کچھ تکرار کر رہی رہی ہیں۔قریب گیا تو کیا دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کا خون آلود کرتا اپنے سینہ مبارک سے لگائے حسین حسین (علیہ السلام) کی تکرار کرتے ہوئے گریہ فرمارہی ہیں اور اسی عالم میں دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ (عقیلہ بنی ہاشم ص 57و58)

سید محمد بحر العلوم کہتا ہے :اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ سورج کہاں غروب ہو جائے ، جو چیز اہمیت کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ اس سورج کی شعائیں جو روشنی بخشی ہیں اور قیامت تک غروب نہیں ہو گی ، اس کی روشنی سے دنیا کے مستفید ہوتے آرہے ہیں۔
آپ کا مشہور ترین نام زینب ہے جو لغت میں "نیک منظر درخت" کے معنی میں آیا ہے اور اس کے دوسرے معنی "زین اِب" یعنی " باپ کی زینت " کے ہیں۔ متعدد روایات کے مطابق حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا نام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا؛ البتہ آپؐ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہراء علیہاالسلام کی بیٹی کو وہی نام دیا جو جبرائیل خدا کی طرف سے لائے تھے۔
جب رسول اللہ (ص) نے ولادت کے بعد انہیں منگوایا تو ان کا بوسہ لیا اور فرمایا: میں اپنی امت کے حاضرین و غائبین کو وصیت کرتا ہوں کہ اس بچی کی حرمت کا پاس رکھیں؛ بے شک وہ خدیجۃالکبری (س) سے مشابہت رکھتی ہے۔

خاندان پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام میں پلنے والے تمام مرد و عورت صاحب فضیلت ہیں اور ہر ایک دوسروں کے لئے نمونہ ہیں ان افراد میں سے ایک زینب کبری ہے جنہوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام و زہراء سلام اللہ علیہا کی آغوش میں پرورش پائی ان کی فضیلت اس مختصر مقالے میں ذکر کرنا ممکن نہیں لیکن کچھ فضائل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

عالمہ و مفسرہ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی طرف سے کوفہ ، ابن زیاد کے دربار اور دربار یزید میں آیات قرآنی پر استوار عالمانہ کلام و خطبات، سب آپ کی علمی قوت کے ثبوت ہیں۔ آپ نے اپنے والد حضرت علی علیہ السلام اور والدہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے احادیث بھی نقل کی ہیں۔ علاوہ ازیں والد ماجد امیر المؤمنین علیہ السلام کی خلافت کے دور میں کوفی خواتین کے لئے آپ کا درس تفسیر قرآن بھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی دانش کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی و زہراء علیہاالسلام کی بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ صحابیۃالرسول (ص) تھیں اور منقول ہے کہ آپ روایت و

بیان حدیث کے رتبے پر فائز تھیں چنانچہ محمّد بن عمرو، عطاء بن سائب، فاطمہ بنت الحسین اور دیگر نے آپ سے حدیثیں نقل کی ہیں۔امام سجاد علیہ السلام آپ کی علمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انت عالمہ غیر معلّمہ فہمۃ غیر مفہم

عاشورا کی ظہر کے بعد جب قیام امام حسینؑ کے انتظامی معاملات امام سجادؑ اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے کاندھوں پر آن پڑے تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے معاملات کو ایسے احسن انداز میں سنبھالا کہ تاریخ اسے سیرت حضرت زینب سلام اللہ علیہا میں آئیڈیل کے طور پر جانتی ہے۔

خدا محور ہونا قیام عاشورا کے دروس میں سے ایک درس ہے جسے تاریخ نے حضرت زینب (س) کے سب سے پہلے اقدامات میں سے ذکر کیا ہے۔بی بی نے فرمایا کہ اللھم تقبل مناھذاالقربان۔۔۔۔۔

رسول اللہؐ سے نقل ہوا ہے کہ فتنے اندھیری راتوں کے حصوں کی طرح یکے بعد دیگرے آتے ہیں لہٰذا ان حالات میں قرآن کی پناہ حاصل کرو۔بی بی (س) نے دربار یزید میں قرآنی آیات سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی قربانیوں کا دفاع اور یزید کی تذلیل کا زمینہ فراہم کیا۔

تاریخ عاشورا میں کہیں بھی آپ نہیں دیکھیں گے کہ حضرت زینب (س) نے اپنے خطبات میں یزید کو حاکم، خلیفہ یا امیر جیسے القابات سے پکارا ہو بلکہ یزید کی محفل میں اسے «عدو اللہ و یابن طلقا» کہہ کر پکارا ہے اور اسے مخاطب کرکے فرمایا تو ہمارے ذکر کو نہیں مٹا سکتا۔

اہل کربلا کا ہدف اسلام کی بقا تھا۔یزید کے دربار میں بی بی زینب (س) نے اپنے ہدف کی قاطعیت اور اس کے تلخ جملوں کا جواب یوں دیا، مارأیت الا جمیلا

قیام عاشورا کے دروس میں سے ایک ہے۔ در حقیقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اسی اصول کی بنیاد پر عاشورا کو عالمگیر بنایا۔ بی بی (س) کے ہنگامی صورت میں کیے گئے تمام فیصلے امام سجاد (ع) کی راہنمائی کے زیر سایہ تھے۔

جناب زینب کبری سلام اللہ علیھا علماء اور دنشوروں کی نگاہ میں

ولادت کی گھڑی سے ہی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ان کی شفقت بیان کی گئی تاکہ اس بی بی کی بلند و بالا منزلت پہچانی جائے کیونکہ عصمت کبری فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا کی بیٹی ایک وقت میں جو دور نہیں ہے ایک عظیم تحریک کی علم بردار اور دین و ولایت کی مدافع ہو گی۔

تاریخ نے بارہا و بارہا ان کے فضائل و کمالات کو آئمہ معصومین علیھم السلام اور علماء و بزرگان اور عقیدت مندوں کی زبان سے اپنے سینے میں محفوظ کر لیا ہے اور حقیقتاً آئمہ معصومین علیھم السلام کے علاوہ ہر بیان کرنے والے کی زبان اور لکھنے والے کے قلم ان کے تمام فضائل کے ذکر سے عاجز و ناتوانا ہیں حقیقتاً ان کے کمالات کے فقط کچھ گوشے کی طرف ہی اشارہ کیا جا سکتا ہے۔

ھم بزرگوں اور صاحبان نظر کی نگاہ سے عقیلہ بنی ھاشم حضرت زینب کبری سلام اللہ علیھا کے بعض فضائل پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال رہے ہیں اگرچہ جناب زینب سلام اللہ علیھا کے فضائل و کمالات کے سلسلے میں آئمہ معصومین علیھم السلام کی جانب سے بہت زیادہ نورانی بیانات وارد ہوئے ہیں جو خود ایک مستقل باب اور مستقل گفتگو کے طلب گار ہیں اسی بناپر ہم یہاں صدیقہ صغری حضرت زینب کبری سلام اللہ علیھا کے سلسلے میں مؤرخین اور صاحبان نظر کے نظریات کے فقط چند گوشے کی جانب اشارہ کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں۔

۱۔) یحییٰ مازینا: بیان کرتے ہیں کھ ھم مدینے میں بہت عرصے تک مولائے کائنات علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پڑوس میں زندگی بسر کرتے رہے تھے مگر خدا کی قسم ہرگزنہ کبھی زینب کبری سلام اللہ علیھا کو دیکھا اور نہ کبھی ان کی آواز سنی۔

۲۔) شیخ صدوقؒ: سے روایت ہے کہ زینب سلام اللہ علیھا اپنے علم و معرفت کی بنیاد پر امام حسین علیہ السلام کی خاص نائب تھیں ۔۔لوگ شرعی مسائل، حرام و حلال میں ان کی جانب مراجعہ کیا کرتے تھے۔

ایک جگہ منقول ہے کہ ایک روز امام حسن و وامام حسین علیھما السلام مرسل اعظم پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائشات کے سلسلے میں آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیھا وارد ہوئیں اور انھوں نے اس گفتگو میں شرکت فرمائی اور آپ نے دونوں بھائیوں کے سامنے مسئلہ کو اس کے تمام جوانب کے ساتھ بیان کیا۔ حضرت امام حسن علیھ

السلام نے جب بہن کی بصیرت فہم دیکھی تو انھیں خطاب کر کے فرمایا " انت حقا من شجرۃ النبوۃ و من معدن الرسالۃ " واقعاً آپ نبوت کے درخت سے اور معدن رسالت سے ہیں۔

۳۔) جاحظ: جو خود عرب کے ادیبوں میں سے ہیں اور اپنے اس فن میں کم نظیر ہیں۔ حزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی شھادت کے بعد میں، کوفے میں اس وقت وارد ہوا جو ورود اسیران کربلا کے کوفے میں وارد ہونے اور جناب زینب کبری سلام اللہ علیھا کے خطبہ دینے کے اوقات تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ھم نے کسی اسیر عورت کو اس طرح بولتے نہیں دیکھا جیسا کہ حضرت زینب کبری سلام اللہ علیھا بول رہی تھیں گویا حضرت علی علیہ السلام کے دھن مبارک سے سخن باھر آرہے تھے۔

۴۔) حاکم نیشاپوری: شرح حال اور عظمت و منزلت حضرت زینب کبری سلام اللہ علیھا کے بیان میں لکھتے ہیں کہ زینب سلام اللہ علیھا تقوی و عبادت الہی میں اپنے والد بزرگوار علی علیہ السلام اور مادر گرامی حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا کے مانند تھیں۔

۵۔) ابن حجر عسقلانی: لکھتے ہیں کہ وہ (حضرت زینب سلام اللہ علیھا) مجسم شجاعت اور شھامت تھیں اور قوی ارادہ و بلند ہمت رکھتی تھیں اور عظیم نفس، بے مثال، قوت بیان رکھتی تھیں اس طرح کہ مؤرخین حیرت زدہ رہ گئے ہیں۔

۶۔) مغربی صاحب قلم لکھتے ہیں: کوفے میں آپ کی تقریر گواھی دیتی ہے کہ وہ سارے مصائب و آلام ان کی توانائی کو سست نہ کر سکے جب کہ اس بات کا پورا پورا امکان تھا کہ تقریر کے درمیان ہی انھیں شھید کر دیا جائے۔

۷۔) جلال الدین سیوطی: اپنے رسالہ زینبیہ میں لکھتے ہیں زینب سلام اللہ علیھا اپنے جد رسول خدا کے زمانے میں پیدا ہوئیں اور انھیں کی آغوش میں پرورش پائی وہ نھایت سمجھدار اور دور اندیش اور محکم و مستحکم قوت اور ارادے کی مالک تھیں انھوں نے اپنی عمر کے پانچ سال پیامبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ گزاری اور ان ہی کی تربیت یافتہ ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیھا ایک خردمند، ذھین اور فصیح و بلیغ عورت تھیں البتہ وہ خردمند جو صلابت قلبی بھی رکھتی تھیں۔

۸۔) ابن اثیر جزری: لکھتے ہیں زینب سلام اللہ علیھا علی بن ابی طالب علیھ السلام کی بیٹی اور فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا بنت مرسل اعظم پیامبر اکرم صلی اللہ علیھ و آلھ وسلم کی بیٹی تھیں۔ زینب اکیلی وہ متفکر اور دانشور بی بی تھیں جو بلند قوت فکر رکھتی تھیں وہ

کربلا کے واقعے میں اپنے بھائی حسین بن علی علیہ السلام کے ساتھ اوران کے بعد قافلہ کے همراہ شام گئیں اوریزید بن معاویہ کے سامنے پرزور خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس خطبہ کا دینا ان کی سمجھ ، عقل ، فکر وقدرت اور اطمینان قلب کا بیان گر ہے۔

۹۔) محمد بن غالب شافعی مصری لکھتے ہیں : جناب زینب سلام اللہ علیہا حسب و نسب کے اعتبار سے اهل بیت عصمت وطهارت کی وہ باوقار فرد ہیں جو تقوی الہی اور اعلی ظرفی میں سراپا رسالت اور امامت کا آئینہ ہیں حضرت زینب سلام اللہ علیہا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی وہ بیٹی ہیں جن کی مکمل طور پر تربیت کی گئی اور خاندان نبوت کے علم و معرفت سے اسی طرح سیراب ہوئی کہ فصاحت و بلاغت میں الہی آئینہ ہیں اور حلم وکرم اور بصیرت وتدبیر امور میں خاندان بنی ھاشم میں بلکہ جزیرۃالعرب میں شهرت پائی اور جمال وجلال اور سیرت وصورت واخلاق کردار اور فضائل کو یکجا کر رکھا تھا راتوں کو عبادت الہی میں اور دن کو روزہ رکھتی تھیں اور تقوی الہی اور پارسائی میں مشھور تھیں۔

۱۰۔) مرحوم علامہ مامقانی لکھتے ہیں : جناب زینب سلام اللہ علیہا حجاب اور عفت میں منفرد تھیں انھیں کسی بھی مرد نے ان کے والد بزرگوار اور بھائی کے زمانے میں روز عاشوراء تک نہیں دیکھا تھا۔

۱۱۔) سید عبد الحسین شرف الدین ان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں : اخلاق کے حوالے سے حضرت زینب سلام اللہ علیہا سے بڑا اور بزرگ کوئی نہیں دیکھا گیا غصہ اور غضب کبھی ان پر غالب نہ آیا اوران کی منزلت کو کم نہ کر سکا اور کبھی بھی آپ نے حلم اور صبر کا دامن نہ چھوڑا، ذھانت اور قوت دل اور اطمینان قلب میں خدا کی نشانیوں میں سے نشانی تھیں۔

۱۲۔) صاحب انساب الطالبین ذکر کرتے ہیں : جناب زینب سلام اللہ علیہا بہت نیک صفت اور گرانقدر اور بہت اچھی خصلتوں کی بناپر دوسروں سے ممتاز تھیں صورت اور سیرت ، اخلاق وکردار ، فضائل و کمالات میں بھی سب سے ممتاز تھیں۔

۱۳۔) اہل سنت صاحب قلم استاد محمد فرید وجدی لکھتے ہیں : جناب زینب سلام اللہ علیہا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی بیٹی ان با فضائل اور بزرگ عورتوں میں سے ہیں جو دور اندیش ، منکسر اور باعظمت تھیں وہ اپنے بھائی حسین بن علی علیہما السلام کے ساتھ واقعہ کربلا میں حاضر رہیں یزید بن معاویہ کے فرمان کے مطابق دیگر اسیروں کے ساتھ انھیں بھی شام اور دیگر شھروں میں لے جایا گیا شام میں جناب زینب کبری سلام اللہ علیہا نے فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضرت زینب (س) کو اپنی زندگی میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا (اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، اپنی والدہ کی وفات اور سختیاں، اپنے والد امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت، آپ کی شہادت)۔ برادر امام مجتبی (ع)، سانحہ کربلا اور اپنے بھائی امام حسین (ع) کی شہادت اور ان کے دو فرزندوں اور دیگر عزیز و اقارب اور دیگر شہداء اور کوفہ و شام کی اسیری میں جانے کو بھی کہا گیا ہے۔ ام المصاب۔

آپ کے والد محترم شیعوں کے پہلے رہنما حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب (ع) ہیں اور آپ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ زہرا (س) ہیں۔

حضرت زینب (س) کی چہیتی بیوی عبداللہ جعفر بن ابی طالب کے بیٹے تھے۔

الوری کی کتاب اعلان میں اس عظیم خاتون کے تین بیٹے علی، عون اور جعفر اور ایک بیٹی ام کلثوم کا ذکر ہے۔

عون اور محمد واقعہ کربلا میں شہید ہوئے۔

کوفہ اور دربار یزید میں حضرت زینب (س) کے کلمات اور خطبات جو قرآن کی آیات پر مبنی دلائل کے ساتھ تھے، ان کے علم کو ظاہر کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت علی (ع) اور ان کی والدہ حضرت زہرا (س) سے احادیث نقل کی ہیں۔ محمد بن عمرو، عطا بن سائب، فاطمہ بنت الحسین وغیرہ نے ان سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ کوفہ میں امیر المومنین (ع) کی موجودگی میں زینب وہاں کی عورتوں کے لیے قرآن کی تفسیر کرتی تھیں۔

ان کی تقریر نے سامعین کو اپنے والد امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات یاد دلائے۔ کوفہ اور یزید کی مجلس میں ان کی تقریریں، نیز عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ ان کی گفتگو، امام علی (ع) کے خطبات اور فدکیہ، ان کی والدہ زہرا (س) کے خطبات کے برعکس نہیں ہے

حضرت زینب کبری (س) رات کو عبادت کرتی تھیں اور زندگی میں تہجد کو کبھی نہیں چھوڑتی تھیں۔ وہ عبادت میں اس قدر مشغول تھے کہ ان کا لقب "عبدۃ العلی" رکھا گیا۔

عاشورہ کے دن اپنے بھائی کی خون آلود لاش دیکھ کر فرمایا۔

"قسم خدا کی ! اس چھوٹی سی قربانی کو اور جو تیرے راستے میں مارے گئے ہماری طرف سے قبول فرما۔"

اس نے کئی بار امام سجاد علیہ السلام کی جان کو موت سے بچایا۔ مثال کے طور پر ابن زیاد کی مجلس میں جب امام سجاد علیہ السلام نے ابن زیاد سے احتجاج کیا تو اس نے امام کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت حضرت زینب (س) نے اپنے بھائی کے بیٹے کے گلے میں ہاتھ ڈالا اور فرمایا: جب تک میں زندہ ہوں تمہیں قتل نہیں کرنے دوں گی۔

حضرت زینب (س) کی عظمت کی چوٹی امام حسین (س) کی بغاوت اور خاص طور پر اسیری کے دوران تھی۔ کربلا کے چوک میں مسلح جنگ کا خاتمہ، زینب کبری (س) کا مشن اور ذمہ داری۔) اور دیگر اسیروں کا آغاز ہوا اور ان کی اندھیروں کی فوج کے خلاف ثقافتی تحریک شروع ہوئی۔ اگر روزندی حسینی کی بغاوت پوری تاریخ میں تازہ اور نتیجہ خیز رہی ہے تو اس کا ایک سبب حضرت زینب اور ان کے خطبات کی موجودگی ہے۔

سید الشہداء کی شہادت کو ابھی وہ سال نہیں پہنچا تھا کہ مدینہ میں شدید قحط پڑا۔ عبداللہ بن جعفر چونکہ ان کے ہاتھ دنیاوی سرمائے سے خالی تھے، حضرت زینب (س) کے ساتھ شام گئے اور کھیتی باڑی کرنے لگے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا بخار میں مبتلا ہو گئیں اور ان کی بیماری ہر لمحہ بڑھتی گئی۔ ایک دن حضرت زینب (س) نے اپنے شوہر عبداللہ سے کہا: میرا بستر صحن میں سورج کے نیچے رکھ دو ! عبداللہ کہتے ہیں: "میں نے اس وصیت کی تعمیل کی اور اسے صحن میں بٹھایا، جب میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے سینے پر کچھ رکھا ہوا ہے اور وہ مسلسل اپنی سانسوں کے نیچے بڑبڑا رہا ہے۔ چنانچہ میں اس کے قریب پہنچا تو میں نے ایک پھٹی ہوئی اور خون آلود قمیص دیکھی جو ان کے سینے پر ان کے بھائی حسین (ع) کی یادگار تھی اور وہ کراہ رہا تھا اور یہ اس طرح تھا کہ وہ پیغمبر کے گھر میں داخل ہوا اور جان کو جان کے سپرد کر دیا۔